قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 03 مارچ 2022ء | 29 رجب 1443 ہجری قمری | 03 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:53

ارشادِ باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۲۰﴾

(النساء:20)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ پھر لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

فرمان رسول ﷺ

تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے

حضرت وہبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ کے درمیان بھائی چارہ کروایا۔ حضرت سلمانؓ، حضرت ابو درداءؓ کو ملنے آئے تو دیکھا کہ ابو درداء کی بیوی نے پراگندہ حالت میں اپنا حلیہ عجیب بنایا ہوا تھا۔ سلمانؓ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابو درداءؓ کو تو اس دنیا کی ضرورت ہی نہیں وہ تو دنیا سے بے نیاز ہے۔ اسی اثناء میں ابو درداءؓ بھی آگئے۔ انہوں نے حضرت سلمانؓ کے لئے کھانا تیار کروایا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں میں نے تو (نفلی) روزہ رکھا ہوا ہے۔ سلمانؓ نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے روزہ کھول لیا۔ اور جب رات ہوئی تو ابو درداءؓ نماز کے لئے اٹھنے لگے۔ سلمانؓ نے ان کو کہا ابھی سوئے رہو چنانچہ وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے لگے تو سلمانؓ نے انہیں کہا کہ ابھی سوئے رہیں۔ پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمانؓ نے کہا کہ اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر سلمانؓ نے کہا اے ابو درداءؓ! تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ پس ہر حقدار کو اس کا حق دو، اس کے بعد ابو درداءؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا سلمانؓ نے ٹھیک کیا ہے۔

(ماخوذ از بخاری، کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

فرمان خلیفہ وقت

یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں، ویک اینڈز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تاکہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔ یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیا داری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنالیا ہے، یہ روٹین بنالی ہے کہ اپنے گردوپیش کی خبر ہی نہیں رکھتے،

بقیہ صفحہ 3 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

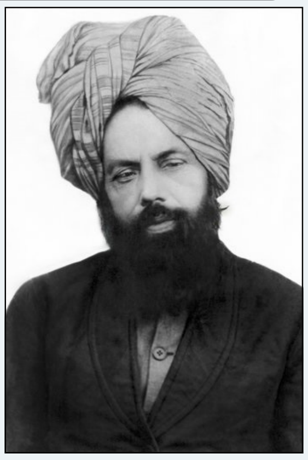

”مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بداثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بداثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے۔ جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 418 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اِتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 1 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

اس شمارہ میں

- بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں (منظوم)
- نظامِ شوریٰ
- سورۃ التحریم، الملک اور القلم کا تعارف
- حضرت بابا شیر محمد رضی اللہ عنہ۔ خانہ فتح ضلع گورداسپور

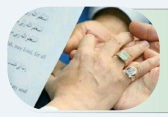

دربارِ خلافت

خواب میں حضور سرورِ کائنات سے ملاقات کر کے دل میں لذت اور سرور حاصل ہوتا تھا اور دل نہایت خوش و خرم تھا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت چوہدری غلام احمد خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ مئی 1908ء میں انہوں نے زیارت کی تھی لیکن بیعت نہیں کی تھی۔ 1909ء میں انہوں نے خلیفہ اوّل کی بیعت کی۔ کہتے ہیں کہ 1905ء کے موسمِ سرما کا ذکر ہے جبکہ مَیں آٹھویں جماعت میونسپل بورڈ سکول راہواں ضلع جالندھر میں تعلیم پاتا تھا کہ ایک شب میں نے رؤیا دیکھا کہ میں اور ایک اور لڑکا مسمّی عبداللہ قوم جٹ جو کہ میرا ہم جماعت تھا، کھیل کو دیعنی ورزش کے میدان سے اپنی جائے رہائش (بورڈنگ ہاؤس اہلِ اسلام جو کہ شہر میں بڑے بازار کے نزدیک ہوا کرتا تھا) کو آرہے تھے۔ چونکہ وہ میدان شہر کی جانبِ شمال واقع ہے اس لئے ہم شہر میں شمالی سمت سے داخل ہونے والے تھے کہ وہاں ایک گلی میں آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے۔ حضور کا رُخ شہر کی طرف تھا۔ اس واسطے میں شہر کی طرف پیٹھ کرتا ہوا اور اپنا رُخ جانبِ شمال کرتا ہوا حضور کی طرف بڑھا اور اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ کہا اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ حضور کے سر پر سفید پگڑی نہایت سادگی سے بندھی ہوئی تھی۔ کالا لمبا چوغہ اور سفید پاجامہ زیب تن تھا۔ گندمی رنگ تھا، بال سیدھے تھے، آنکھیں ٹوپی دار تھیں۔ پیشانی فراخ اور اونچی تھی، بڑھی ہوئی اونچی ناک تھی۔ ریشِ مبارک کے بال سیدھے اور لمبے اور سیاہ تھے۔ چہرے پر کوئی شکن نہیں تھا بلکہ خوبصورت نورانی اور چمکدار تھا۔ قد درمیانہ تھا۔ خواب میں حضور سرورِ کائنات سے ملاقات کر کے دل میں لذت اور سرور حاصل ہوتا تھا اور دل نہایت خوش و خرم تھا۔ یہاں تک کہ بیداری پر بھی وہی لذت اور سرور موجود تھا۔ خواب کا دل پر ایسا گہرا نقش ہوا کہ میں آج یہ سطور لکھتا ہوا بھی اس پاک نظارے سے محظوظ اور مسرور ہو رہا ہوں اور اس کا دل سے مٹنا ممکن نہیں۔ تبلیغِ احمدیت تو مجھے ہو چکی تھی (تبلیغ ان کو ہو چکی تھی لیکن احمدی نہیں تھے) کہتے ہیں تبلیغِ احمدیت تو مجھے ہو چکی تھی اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا اور بعض ابتلاؤں میں بھی اس ایمان پر قائم رہ چکا تھا (یہ بیعت کر چکے تھے) مگر بعد ازاں بعض وجوہات سے پھر مخالف ہو گیا۔ (پہلے انہوں نے بیعت کی لیکن پھر بعد میں بیعت سے ارتداد اختیار کر لیا۔ کہتے ہیں مَیں مخالف ہو گیا) حتی کہ اس خواب سے اڑھائی سال بعد جب مَیں نے حضرت مسیح موعود کو بتاریخ 18/ مئی 1908ء لاہور میں پہلی دفعہ دیکھا تو مجھے فوراً مذکورہ بالا خواب یاد آ گیا، کیونکہ خواب میں جس شخص کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا تھا بعینہٖ وہی شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نظر آ رہا تھا۔ دونوں کا حلیہ اور لباس ہو بہو ملتا تھا۔ سر مُو کے برابر فرق نہ تھا۔ وہی تمام جسم، وہی گندمی رنگ، وہی سیدھے بال، وہی پگڑی اور اُس کی وہی بندش اور وہی کالا لمبا چوغہ اور وہی سفید پاجامہ، غرضیکہ ہو بہو وہی شخص تھا جس کو مَیں نے خواب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا تھا۔ البتہ میرے ہم جماعت عبداللہ کے بجائے میرے ہمراہ چوہدری عبدالحیٔ خان صاحب احمدی کاٹھگڑی جو کہ اب پنشنر پوسٹ ماسٹر ہیں، تھے۔ اور دراصل عبدالحیٔ، عبداللہ ہی تھا جس نے مجھے اُس وقت اشارہ کیا کہ مصافحہ کر لو۔ چنانچہ میں نے اُن کے ارشاد پر حضرت مسیح موعود کو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ عرض کیا اور جواب میں وعلیکم السلام سنا کیونکہ میرے اور حضرت مسیح موعود کے درمیان چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس واسطے جب مَیں نے کھڑے ہو کر حضور سے مصافحہ کے واسطے ہاتھ آگے بڑھایا اور حضور تک میرے ہاتھ پہنچ نہ سکے تو کہتے ہیں پھر آپ نے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زانوؤں کے بل کھڑے ہو کر اس عاجز کو مصافحہ بخشا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ اور وعلیکم السلام کا تبادلہ مصافحہ کے وقت ہی ہوا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 2 صفحہ 113 تا 115۔ از روایات حضرت چوہدری غلام احمد خاں صاحبؓ)

میاں عبدالعزیز صاحبؓ المعروف مغل صاحب فرماتے ہیں۔ مرزا ایوب بیگ صاحب صبح کو میرے پاس آئے۔ آواز دی، عبدالعزیز! عبدالعزیز! میں نیچے آیا۔ کہنے لگے میری خواب سنیں۔ اس لئے سنانے آیا ہوں کہ مَیں صبح کی نماز پڑھ رہا تھا کہ میری حالت بدل گئی۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تیزی سے تشریف لا رہے ہیں اور میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کہاں تشریف لے چلے ہیں۔ فرمایا مرزا غلام احمد کی حفاظت کے لئے قادیان چلا ہوں۔ اس کے بعد ایوب بیگ نے کہا کہ خدا معلوم آج قادیان میں کیا ہے؟ شام کو خبر پہنچی کہ حضرت صاحب کے گھر کی تلاشی ہوئی ہے، لیکھرام کے قتل کے سلسلے میں (جو تلاشی تھی اُس کے لئے پولیس وغیرہ آئی تھی۔ وہ تلاشی تھی)۔ ان لوگوں کو نہیں پتہ تھا۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے پہلے بتا دیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 20-21 از روایات حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ المعروف مغل)

یہی روایت حضرت سید محمد شاہ صاحبؓ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کی تلاشی لیکھرام کے قتل کے سلسلہ میں ہوئی۔ ہم ایک دن یہاں لاہور میں لنگے منڈی والی مسجد میں مرزا ایوب بیگ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ مرزا صاحب مرحوم کی عمر اُس وقت سترہ اٹھارہ سال کی تھی، (بڑے نیک نوجوان تھے۔ مرزا ایوب بیگ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بڑی تعریف فرمائی ہوئی ہے) سلام پھرنے کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سجدے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپ فوجی لباس میں ہیں۔ ہاتھ میں تلوار ہے اور بھاگے بھاگے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مرزا غلام احمد کی آج تلاشی ہونی ہے۔ مَیں قادیان اُن کی حفاظت کے لئے جا رہا ہوں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 242 از روایات حضرت سید محمد شاہ صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ 31/ جنوری 1915ء کو مَیں نے خواب میں بادشاہوں کو احمدیوں سے مخاطب ہو کر کہتے سنا کہ اب ہم بادشاہی نہیں کر سکتے اور بادشاہی احمدیوں کو دیتے ہیں۔ مگر احمدیوں کو چاہئے کہ بذریعہ تبلیغ کے پہلے عوام الناس کو اپنا ہم خیال بنالیں۔ پھر یہ کام بآسانی ہو سکے گا۔ اور پھر مَیں نے اسی بنا پر (کہتے ہیں مَیں نے) خواب میں ہی ایک ہندوؤں کے گاؤں جا کر تبلیغ کی اور اوتاروں کے حالات اور نزول عذاب کے اسباب بیان کئے اور تمثیلاً کہا کہ دیکھو کرشن علیہ السلام کے وقت میں کیسی خطرناک جنگ ہوئی تھی اور عذاب آیا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 150 از روایات حضرت امیر خان صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 25/ جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں

ہے ہم فقیروں پہ فضل اس کا، بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں
دیارِ دل میں ہے یار بستا، بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں

میں شکر تیرا خدائے محسن ادا کروں بھی تو کیا کروں گا
ہے مجھ سے عاصی پہ رحم اتنا، بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں

میں خود کو دیکھوں تو شرم آتی ہے کس قدر ہیں مرے دعاوی
مگر ہے مجھ پر نگاہِ یکتا، بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں

مجسموں سے نکال کر روح ہم کو بخشی ہمارے رب نے
یہ ہم پہ فضلِ خدا ہے کتنا، بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں

ستم ظریفوں نے بے کسوں کا بہا دیا ہے جو خونِ ناحق
میں اس لہو کا ہوں ایک قطرہ، بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں

خدا کرے ہو تمام عمر اب اسی سفر میں تمام اپنی
یہی ہے اب میرے دل کی آشا، بیاں کروں ناں تو کیا کروں میں

حافظ مستنصر احمد قاہر

اداریہ

نظام شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے بہت ہی پیارے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ ہر اہم معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کر لیا کرو۔

(آل عمران:160)

اسی طرح دوسری جگہ صحابہ کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان (صحابہ) کا ہر امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے۔

(الشوریٰ:39)

ان دو آیات کو جب ہم تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو آنحضور ﷺ کو اسلامی حکومت کے نظم ونسق کے جملہ امور کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ آپؐ کبھی چند مخصوص صحابہؓ سے، کبھی ایک صحابی یا صحابیہ سے مشورہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ابن ہشام نے آپؐ کا یہ قول درج کیا ہے کہ اَشِیرُوْا عَلَیَّ اَیُّھَا النَّاسُ کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دیا کرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔

(ترمذی)

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ کے بعد اگر ایسا امر پیش آجائے جس کے بارہ میں قرآن خاموش ہو اور سنت سے بھی روشنی نہ ملے تو کیا کیا جائے؟ تو آپؐ نے فرمایا۔ اپنے لوگوں میں سے عبادت گزار علماء کو اکٹھا کر کے ان کے باہمی مشورہ سے فیصلہ کرنا اور کسی فرد واحد کی رائے پر صاد نہ کرنا۔

(کنزالعمال)

تاریخ نے قرون اولیٰ میں مجلس شوریٰ کا سب سے پہلا اور بڑا اجتماع جنگ بدر کے موقع پر ریکارڈ کیا ہے جب آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے مدینہ میں رہ کر یا مدینہ سے باہر جاکر جنگ لڑنے کا مشورہ کیا۔ پھر جنگ میں فتح پانے کے بعد قیدیوں سے سلوک کے بارے میں دوبارہ صحابہؓ سے مشورہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا جسے آنحضور ﷺ نے قبول فرمایا۔

اسی طرح ایک دفعہ جنگ احد میں بھی مدینہ کے اندر رہ کر یا باہر جاکر لڑنے کا مشورہ طلب فرمایا۔صحابہؓ کی رائے کے مطابق مدینہ سے باہر جنگ لڑنے کے لیے آپؐ زرہ پہن کر گھر سے باہر نکلے تو صائب الرائے صحابہؓ نے فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کی تو آپ نے اس درخواست کو عزیمت رسول کے خلاف قرار دیا اور فرمایا: نبی کی شان سے بعید ہے کہ ایک مرتبہ زرہ پہن کر بغیر جنگ کئے اُسے اُتار دے اور آپؐ جنگ پر روانہ ہوگئے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ کے مشورہ پر اس وقت اپنی قربانی پر چھری پھیر دی جب صحابہؓ کے لئے صلح حدیبیہ کی شرائط کو ماننا مشکل نظر آرہا تھا۔ جنگ خندق میں جلیل القدر صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ ہم نماز پر بلانے کے لیے اذان دینے کا مشورہ بھی تاریخ میں پاتے ہیں۔

یہ شورائی نظام، خلافت راشدہ میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ آنحضور ﷺ کی وفات کے معاً بعد منکرین زکوٰة نے جب زکوٰة نہ دینے کا فتنہ کھڑا کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا بعض صحابہؓ نے مصلحت وقت کے مطابق زکوٰة معاف کردینے کا مشورہ دیا تو حضرت ابوبکرؓ کی بے مثال عظمت نے اس کے برعکس فیصلہ کیا۔ اسی طرح حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو محاذ پر بھجوانے کے لئے بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ ان پُرخطر اور مخدوش حالات میں بھجوانا مناسب نہیں تو آپ نے بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ ابو قحافہ (حضرت ابوبکرؓ کی کنیت تھی) کی کیا مجال کہ وہ اس لشکر کو بھجوانے سے روکے جس کو میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھجوانے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ نے نظام شوریٰ کو وسیع اور مربوط بنیادوں پر قائم فرمایا۔ تمام ملکی اور قومی مسائل و معاملات اجلاس شوریٰ میں پیش ہوکر بحث و تمحیص کے بعد طے پاتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لَاخِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشُوْرَةٍ کہ خلافت مشورہ کے بغیر نہیں۔ تاریخ نے آپ کا یہ طریق بھی محفوظ کیا ہے کہ منادی کے اعلان پر صحابہؓ اکھٹے ہوتے۔ حضرت عمرؓ دو نفل ادا فرما کر متعلقہ مسئلہ پر خطبہ ارشاد فرماتے۔ اس کی اہمیت اُجاگر کرتے اور پھر صحابہؓ سے رائے لیتے۔

بات طول پکڑ رہی ہے حضرت عثمانؓ کی مثال دے کر قرون اولیٰ میں تاریخی مشورہ کی بات ختم کرتا ہوں۔ اہل عراق اور اہل شام میں جب قرآن کریم کی قرات پر جھگڑا کھڑا ہوا کہ ہماری قرات والا قرآن زیادہ صحیح ہے تو حضرت عثمانؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کر کے حضرت ابوبکرؓ کے زمانے کا مصحف جو حضرت حفصہؓ کے پاس اماناً موجود تھا رائج کروایا۔

قرون ثانیہ کے دور میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اہم امور میں صائب الرائے احباب سے مشورہ لینے کی سنت نبویؐ کو جاری رکھا۔ آپ کے دور میں اجتماعی مشورہ کی سب سے پہلی اہم مثال 1891 کے جلسہ سالانہ پر دیکھنے کو ملی۔ جب آپؑ نے جلسہ سے مشاورت کا کام بھی لیا اور یہ تجویز زیر غور آئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت ظاہر ہونے والے نشانات کا ریکارڈ محفوظ کرنے کی خاطر ایک ایسی انجمن بنائی جائے جو احمدی اور غیراز جماعت حضرات پر مشتمل ہو۔

1892 کے جلسہ سالانہ پر یورپ اور امریکہ میں دعوت الی اللہ کے لیے حاضرین سے مشورہ لیا اور 1907 کے جلسہ سالانہ پر جماعت احمدیہ کا پہلا مالیاتی بجٹ زیر بحث آیا۔ جماعت احمدیہ کا نام ’’مسلمان فرقہ احمدیہ‘‘ اور مدرسہ احمدیہ میں دینیات کی شاخ بھی بعد مشورہ قائم ہوئی۔ خلافت اولیٰ میں 1908 کے جلسہ سالانہ پر 26 دسمبر کو مدرسہ احمدیہ جاری رکھنے کے بارے میں مشورہ ہوا۔ جب بعض احباب اسے بند کرنے کی تجویز دے رہے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) کی دس منٹ کی تقریر نے رخ ہی بدل دیا اور تمام حاضرین نے بیک زبان ہو کر یہ کہا کہ ’’ہم ہرگز یہ رائے نہیں دیتے کہ مدرسہ احمدیہ بند ہونا چاہئے۔ ہم اسے جاری رکھیں گے اور مرتے دم تک بند نہیں ہونے دیں گے‘‘

1912 کے جلسہ سالانہ پر مدرسہ احمدیہ کی آمدنی کے بارے میں ایک بار پھر مشورہ ہوا اور یہ تحریک ہوئی کہ ایسے لڑکے مدرسے میں بھجوائے جائیں جو اپنے خرچ پر پڑھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں شوریٰ کا نظام، منظم ہوا اور مجلس شوریٰ کا باقاعدہ قیام ایک ادارہ اور ایک انسٹیٹیوشن کے طور پر 15، 16 اپریل 1922 کو قادیان میں ہوا۔ اس اجلاس کے افتتاحی خطاب میں حضور نے شوریٰ کا لائحہ عمل تفصیل سے بیان فرمایا۔

شوریٰ کا نظام تدریجاً مضبوطی اختیار کرتا گیا۔ قادیان کے بعد ربوہ میں اور پھر دنیا بھر کی بڑی جماعتوں میں یہ نظام قائم ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ اب یہ مشاورتی ادارہ بین الاقوامی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اب دنیا کے 50 سے زائد ممالک میں مجلس شوریٰ منعقد ہوتی ہیں۔ جن کی تمام روایات اور اقتدار سانجھی ہیں اور خلیفۃ المسیح سے براہ راست رہنمائی لیتے ہیں۔ 1985 میں لندن اور 1992 میں بیلجیم و دیگر ممالک میں اس نظام کی داغ بیل ڈالی گئی۔ یہ ادارہ اب جماعت کی تربیت کا سب سے بڑا ادارہ بن گیا ہے جس کا درجہ خلافت کے بعد ہے اور دونوں کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970 کی شوریٰ پر آل عمران کی آیت 160 کی تلاوت فرما کر مشاورت کی اہمیت یوں بیان فرمائی۔ ’’مشاورت کا مخرج شَارَالْعَسَلُ یعنی شہد نکالنا ہے۔ جس طرح شہد کی مکھی پھول کا رس چوستی ہے اور پھر اس میں کچھ اپنے اجزاء ملا کر شہد بناتی ہے۔ شوریٰ کے اراکین جو آراء پیش کرتے ہیں۔ اِذَاعَزَمْتَ کی رو سے خلیفۃ المسیح اپنے عزم اور خداداد فہم و فراست کو اس میں شامل کر کے فیصلہ کرتے ہیں۔ اس کی دعائیں شامل ہوتی ہیں تو پھر شہد کی طرح بنی نوع انسان کے لیے شفا اور دینی استحکام کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

(رپورٹ شوریٰ صفحہ 108-109)

(ابو سعید)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معیار حاصل کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔ جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو، اس پر میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ۔ تو پھر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کبھی روزہ رکھو کبھی چھوڑ دو، رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے‘‘۔

(بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 2/ جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عائشہ چودھری۔ جرمنی

سورۃ التحریم، الملک اور القلم کا تعارف

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ التحریم

یہ مدنی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیرہ آیات ہیں۔

گزشتہ سورت میں جن عظیم الشان اَسرارِ کائنات کا ذکر ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب میں کھولے گئے اب اس سورت میں بعض چھوٹے چھوٹے اسرار کا بھی ذکر ہے۔ گویا بڑے اَسرار بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کی طرف سے کھولے گئے اور چھوٹے چھوٹے اَسرار بھی عالم الغیب کی طرف سے آپؐ پر کھولے گئے۔ پس ان معنوں میں اس سورت کا پچھلی سورت سے یہ تعلق قائم ہوتا ہے کہ مَا لِهٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا کہ یہ عجیب کتاب ہے کہ چھوٹے چھوٹے رازوں کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہے اور بڑے سے بڑے اَسرار کا بھی۔

اس سورت میں توبۃ النصوح کا ذکر فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو یہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ اگر وہ سچے دل سے توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ ان کے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دے۔ اس توبہ کے قبول ہونے کی یہ علامت بیان فرمائی گئی ہے کہ ایسی توبہ کرنے والوں کی اصلاح کا آغاز ہو جائے گا اور دن بدن وہ گناہ ترک کرنے کی صلاحیت محسوس کریں گے اور ان کی تمام برائیاں اللہ تعالیٰ اُن سے دور فرما دے گا۔ یہ برائیوں کو دُور کرنے کا دَور دراصل اس نور کے نتیجہ میں حاصل ہو گا جو انہیں عطا کیا جائے گا جیسے اندھیروں میں چلنے والا روشنی سے معلوم کر لیتا ہے کہ کیا کیا خطرات در پیش ہیں۔ پس نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کی رہنمائی فرماتا چلا جائے گا۔ اور وَبِاَيْمَانِهِمْ کے الفاظ میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ ان برائیوں والے لوگوں کو کوئی نور عطا نہیں کیا جاتا جو بائیں ہاتھ والے لوگ کہلاتے ہیں۔صرف انہی کو نور عطا ہوتا ہے جو ہمیشہ ہر بدی کے مقابل پر نیکی کو ترجیح دیتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کو نیکی پر قائم رہنے کے لئے وہ نور ملے گا جو انہیں استقامت عطا فرمائے گا۔

اس سورت کے آخر میں ان دو بدقسمت عورتوں کی مثال بیان کی گئی ہے جو انبیاء کے اہل میں بظاہر داخل تھیں مگر عملاً وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں خیانت سے کام لیتی رہیں۔ پھر ان دونوں کے برعکس دو انتہائی پاکدامن عورتوں کا بھی ذکر ہے۔ ان میں سے ایک اللہ کے انتہائی ظالم اور سفاک دشمن کی بیوی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ اور دوسرے حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت میں جو اعجازی وجود بخشا وہ کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہیں تھا۔ پھر آخری آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ میں پیدا ہونے والے ایک سچے اور پاکباز وجود کو بھی یہی اعجاز دکھائے گا کہ باوجود اس کے کہ اس کو اعلیٰ درجہ کے روحانی مناصب حاصل کرنے کا کوئی شوق نہیں ہو گا بلکہ وہ انکسار کا پتلا ہو گا، اللہ تعالیٰ اس میں اپنی روح پھونکے گا اور اس کے نتیجہ میں اسے ایک اور روحانی وجود بخشا جائے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو گا۔ چنانچہ فرمایا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا کہ اللہ تعالیٰ اس مردِ مومن میں اپنی روح پھونکے گا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1047-1048)

سورۃ الملک

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتیس آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز اس آیت سے ہوتا ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ کہ اللہ تعالیٰ مالکِ کُل ہے اور جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے۔ پس گزشتہ سورت میں جو انتہائی تعجب انگیز مضمون بیان ہوا ہے اسی کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد موت سے زندگی پیدا کرنے کا مضمون شروع ہوا ہے اور یہ اعلان ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جسمانی مُردوں سے زندہ پیدا کر دے، اسی طرح قادر ہے کہ روحانی مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کر دے۔ اس میں امّتِ محمدیہ کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری ہے۔

اس کے معاً بعد فرمایا کہ ساری کائنات پر غور کر کے دیکھ لو وہ ایک ہی خالق کی گواہی دے گی اور اس میں کوئی نقص دکھائی نہیں دے گا۔ اگر یہ کائنات از خود پیدا ہوئی ہوتی تو کہیں کسی رخنہ کے آثار دکھائی دینے چاہئے تھے بلکہ اکثر فتور ہی دکھائی دینا چاہئے تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے کسی مزعومہ شریک نے یہ کائنات بنائی ہوتی تو لازماً اس کے بنائے ہوئے قوانین کا اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین سے ٹکراؤ ہونا چاہئے تھا۔ پس اس پہلو سے تمام بنی نوع انسان کو دعوتِ فکر دی گئی ہے کہ کائنات کے اَسرار پر نظر ڈالیں اور پھر نظر ڈالیں تو اُن کی نظر تھکی ماندی اور حسرت زدہ ہو کر ان کی طرف واپس لَوٹے گی مگر وہ کائنات میں کہیں بھی کوئی خامی دریافت نہیں کرسکیں گے۔

اس سورت میں ایسے روحانی پرندوں کا بھی ذکر ہے جو آسمان کی وسیع اور بسیط فضا میں بلند پروازی کا شرف پاتے ہیں۔جس طرح ظاہری پرندوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے قوت پرواز بخشی ہے اور زمین و آسمان کے درمیان مسخر کر دیا ہے اسی طرح اپنے مومن بندوں کو بھی وہی قوت پرواز عطا فرماتا ہے۔ اس کے مقابل پر اوندھے منہ چلنے والے جانوروں کو کوئی روحانی بلندی عطا نہیں ہوتی، نہ ظاہری معنوں میں، نہ روحانی معنوں میں۔

اس سورت کی آخری آیت میں فرمایا گیا کہ زندگی کا پانی جو آسمان سے اترتا ہے اس سے تم ہمیشہ استفادہ کرتے ہو مگر کبھی یہ بھی غور کیا کہ اگر وہ مسلسل خشک سالیوں کے نتیجہ میں تمہاری پہنچ سے دُور زمین کی گہرائیوں میں ڈوب جائے تو تم شفاف پانی کہاں سے لاؤ گے؟ پس جسمانی پانی کی طرح روحانی پانی بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل ہی سے انسان کی رسائی میں رہتا ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1053)

سورۃ القلم

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی ترپّن آیات ہیں۔

یہ سورت حروف مقطعات سے شروع ہونے والی آخری سورت ہے۔ یہ سورت لفظ ’’ن‘‘ سے شروع ہوتی ہے جس کا ایک معنی دوات کا ہے اور قلم سے لکھنے والے تمام اس کے محتاج رہتے ہیں۔ اور انسان کی تمام ترقیات کا دَور قلم کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے۔ اگر انسانی ترقی میں سے تحریر کو نکال دیا جائے تو انسان جہالتوں کی طرف لَوٹ جائے اور پھر کبھی اسے علمی ترقی نصیب نہیں ہوسکتی۔

دوسرا ’’ن‘‘ سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ نبی ہیں جنہیں ’’ذوالنون‘‘ کہا جاتا ہے یعنی حضرت یونس علیہ السلام ان کا بھی اس سورت میں ذکر ملتا ہے کہ وہ کیا واقعہ گزرا تھا جس کے نتیجہ میں وہ اپنی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہونے کے باعث، جس کا انہیں وعید دیا گیا تھا، اپنے دل پر بہت بوجھ اٹھائے ہوئے اس نیّت سے اس بستی کو چھوڑ گئے کہ آئندہ کبھی وہ اس قوم کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔تب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو یہ سبق سکھایا کہ اس کے وعید بسااوقات توبہ و استغفار سے ٹل جاتے ہیں اور اس پر اُن کو یہ دعا بھی سکھائی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (سورۃ الانبیاء:88)

کہ تُو تو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ میں ہی ظالم تھا جو ایک توبہ کرنے والی قوم پر عذاب کا متمنّی رہا۔

اس سورت میں حرف ن کا تکرار کے ساتھ ذکر ہے جو اس سورت کے مضامین سے کامل مطابقت رکھتا ہے اور ایک جگہ بھی مضمون اور حرفِ ن میں کوئی بے جوڑی دکھائی نہیں دیتی۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1060)

آج کی دعا

(1) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ۔ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ۔ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

(تذکرہ:541 ایڈیشن 2004)

ترجمہ: اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔

(2) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

(تذکرہ:197 ایڈیشن 2004)

ترجمہ: اے ہمارے خدا! ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ پس ہمیں بھی گواہوں میں لکھ۔

یہ حضرت مرزا غلام احمد مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ کی اقرارِ ایمان کی الہامی دعائیں ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

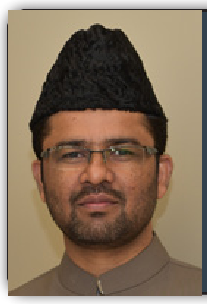

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت بابا شیر محمد رضی اللہ عنہ۔ خان فتہ ضلع گورداسپور

حضرت بابا شیر محمد رضی اللہ عنہ ولد دتے خان صاحب اصل میں موضع دھنگائی (Dhangai) تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے لیکن زیادہ تر عمر دھرم کوٹ بگہ کے قریبی گاؤں خان فتہ (Khanfatta) میں گزاری اور اسی گاؤں کے حوالے سے معروف ہوئے۔ بعد ازاں آپ ہجرت کے قادیان آگئے اور محلہ دار العلوم میں رہائش رکھی۔ آپ نے 1894ء میں حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت و بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی مختصر روایات رجسٹر روایات صحابہ میں محفوظ ہیں، آپ بیان کرتے ہیں:

’’جب حضرت صاحب کرم الدین کے دعوا (دعویٰ) کے بابت جہلم تشریف لے گئے۔ اس وقت پہلے معلوم تھا کہ حضور نے جہلم جانا ہے ہم نے کچھ یہ تجویز کر چھوڑی تھی کہ کچھ حضور کو چائے پلائی جاوے۔ جب حضور بٹالہ پہنچے تو انارکلی میں معہ سب جماعت ٹھہر گئے۔ سب کو چائے پلائی گئی۔ بعد حضور نے مجھ سے دریافت کیا کہ چائے پلانے والے کون ہیں؟ میں نے عرض کی اس جگہ جو منادی کرنے والے (مراد مسیحی مشنری۔ ناقل) ہیں، ان کے خانسامے ہیں۔ وہ آپؑ کے خادم ہیں۔ انہوں نے یہ ضیافت چائے کی ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ نبی بخش دوسرا عبداللہ۔ یہ نام سن کر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد ان دونوں کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا تھا۔ انہوں نے ان کی ملازمت کی پرواہ نہیں کی۔ وہ ان سے علیحدہ ہو گئے.....

ایک دفعہ دھرم کوٹ میں ایک شخص منّا نمبردار مختار سردار جیونسگھ کا تھا۔ وہ ایک روز حضرت صاحب کی شان میں بے (بے ادبی کے) الفاظ استعمال کر رہا تھا۔ میں نے بھی اور چند دوستوں نے اس کو روکا کہ یہاں سے چلا جا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر یہاں فساد کی صورت پیدا ہوگئی۔ مار کوٹ تک نوبت پہنچ گئی۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم مولوی فتح دین کو قتل کر دیں گے مگر اس وقت مولوی فتح دین صاحب قادیان میں آیا ہوا تھا۔ جب مولوی فتح دین صاحب دھرم کوٹ پہنچے یہ تجویز ہوئی کہ حفظ امن کی نالش کی جاوے تو پھر مولوی صاحب نے نالش ان پر کر دی۔ فریق مخالف نے بھی دعوا (دعویٰ) دائر کر دیا۔ آخر گورداسپور میں جا کر صفائی کی صورت پیدا ہوگئی منّا نے مبلغ پینتیس روپے دے کر مولوی صاحب سے صفائی کر لی پھر ہم سب دوست حضرت صاحب کے پاس آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ مقدمہ منّا نمبردار پر دائر تھا اس کا کیا ہوا تو مولوی صاحب نے کہا کہ مبلغ 35روپیہ دے کر راضی نامہ کر لیا ہے حضور یہ بات سن کر خوش ہوئے کہ بہت اچھا ہوا فساد مٹ گیا۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ 45)

آپ مزید فرماتے ہیں:

’’میرے پچھلے گاؤں موضع دھنگائی سے ایک برات قادیان میں آئی اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ وہ برات کے آدمی غیر احمدی تھے اور بڑھے راجپوت کے گھر میں آئے تھے۔ ان میں سے پانچ سات آدمی جو کچھ سمجھ دار تھے۔ میں ساتھ لے کر مسجد مبارک میں لے آیا اور نماز پڑھی (مغرب کی)۔ بعد ازاں حضرت صاحب نے حامد علی (فیض اللہ چک والا) کو (جو کہ ان دنوں حضور کا کھانا لایا کرتا تھا) حکم دیا کہ کھانا لائے۔ وہ کھانا لے آیا اور حضور کے آگے اور ہم سب کے آگے کھانا رکھا تو ان آدمیوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن حضورؑ نے کئی بار کہا کہ تھوڑا سا ہی کھاؤ لیکن وہ یہی کہتے رہے کہ ہم برات میں سے ہیں اور ہمارا کھانا وہاں تیار ہے لیکن حضورؑ نے پھر ان کو کہا کہ تھوڑا یہاں سے کھا لیں اور پھر وہاں سے جا کھائیں۔ لیکن ان بدقسمتوں نے بالکل نہ کھایا اور اسی حالت میں واپس چلے گئے۔ بعد ازاں میں مولوی فتح الدین صاحب کو ساتھ لے کر ان کو وعظ کرنے کے لئے وہاں گئے اور وہ بھی اطمینان سے سنتے رہے۔

میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک کنواں دودھ کا بھرا ہوا ہے اور میں نے بعض دوستوں کو کنوئیں میں سے بالٹیاں بھر کر دودھ پلایا۔ لہٰذا وہ کنواں خشک ہو گیا۔ اس پر میں مولوی فتح الدین صاحب کے پاس گیا اور ان کو یہ خواب سنائی انہوں نے فرمایا کہ تم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس جاؤ یا مولوی نورالدین صاحب کے پاس جاؤ۔ اس پر میں قادیان میں آیا اور مولوی عبدالکریم صاحب کو یہ خواب سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ دودھ سے مراد علم ہے۔

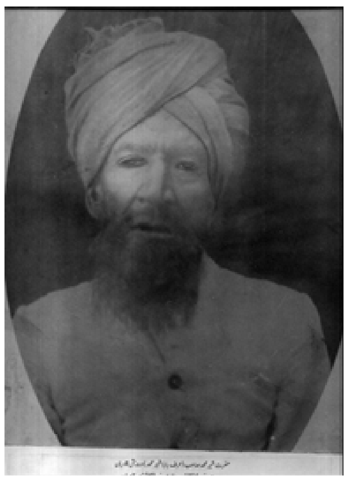

میں نے کہا کہ میں تو ایک حرف تک پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس علم سے مراد وہ علم ہے جو خدا سکھائے اور جو بالٹیاں بھر بھر کے پلایا یا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ کئی دوست آپ سے مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے متعلق فیض اُٹھائیں گے اور کنواں خشک ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو تمہیں تبلیغ کرتے اور حضرت اقدسؑ کو مہدی کہنے سے روکتے تھے، وہ ایک دن تیرے سامنے مردہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہ تینوں باتیں پوری ہوگئیں اور خان فتہ میں میری اتنی مخالفت کے باوجود تمام گاؤں کا گاؤں ہی میری تبلیغ اور خدا تعالیٰ کی مدد اور حضور کی دُعاؤں سے احمدی ہوگیا حالانکہ یہ گاؤں میرا اصل گاؤں نہ تھا اور اصل گاؤں دھنگائی تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں ہے۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7 صفحہ 81-82)

تقسیم ملک کے بعد آپ پاکستان آگئے لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اپنے آپ کو قادیان میں درویشی کے لیے پیش کر دیا اور قادیان چلے گئے اور مورخہ 17/اگست 1949ء کو وفات پا کر بوجہ موصی (وصیت نمبر 3271) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے اعلان وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’امیر جماعت احمدیہ قادیان اطلاع دیتے ہیں کہ قادیان میں بابا شیر محمد صاحب وفات پاگئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بابا شیر محمد صاحب مرحوم کی عمر کم و بیش 90 سال کی تھی اور قادیان جانے والے آخری کنوائے میں اسی نیت اور ارادے کے ساتھ گئے تھے کہ وہیں وفات پانے کی سعادت حاصل کریں گے.... اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین‘‘

(الفضل 19/اگست 1949ء صفحہ 8)

بقیہ: خطبہ جمعہ بصورت سوال و جواب...... از صفحہ 6

اسرائیل:81) اور تُو کہہ اَے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطاء کر: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَ لَمْ اَکُ شَیْئًا اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ھَوْلِ الدُّنْیَا وَ بَوَائِقِ الدَّھْرِ وَمَصَائِبِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَ اخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَکَ فَذَلِّلْنِیْ وَ عَلٰی صَالِحِ خُلُقِیْ فَقَوِّمْنِیْ وَ اِلَیْکَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ وَ اِلَی النَّاسِ فَلَا تَکِلْنِیْ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَ اَنْتَ رَبِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَکُشِفَتْ بِہِ الظُّلُمٰتُ وَ صَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ اَنْ یَّحِلَّ بِیْ غَضَبُکَ اَوْ یَنْزِلَ اِلَیَّ سُخْطُکَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ فُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ وَ تَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَ جَمِیْعِ سُخْطِکَ لَکَ الْعُتْبٰی خَیْرَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ؛ تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے پیدا کیا اور میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اَے اللہ! دنیا کے خوف پر اور زمانہ کے مصائب پر اور رات اور دن کے مصائب پر میری مدد فرما۔ اَے اللہ! میرے سفر میں تُو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائم مقام ہو جا اور جو تُو نے مجھے دیا ہے اُس میں میرے لیے برکت رکھ دے اور مجھے اپنے ہی تابع کر دے اور میری عمدہ تخلیق پر مجھے مضبوط کر دے اور میرے ربّ کا مجھے محبوب بنا دے اور مجھے لوگوں کے سپرد نہ کرنا۔ تُو کمزوروں کا ربّ ہے اور تُو میرا بھی ربّ ہے تیرا وجہِ کریم جس سے آسمان وزمین روشن ہوئے اور جس سے اندھیرے چھٹ گئے اور جس سے پہلوں اور بعد میں آنے والوں کا معاملہ درست ہو گیا۔ مَیں اِس کی پناہ میں آتا ہوں اِس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب اُترے یا مجھ پر تیری ناراضگی نازل ہو۔ مَیں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری نعمت کے زائل ہونے سے اور تیرے انتقام کے اچانک آنے سے اور تیرے آخری فیصلہ کے میرے بارہ میں بدل جانے سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔ تیری ہی رضامندی ہی ہے ہر اس بھلائی میں جو مَیں کر سکا، نہ گناہ سے بچنے کا کوئی حیلہ ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی کوئی طاقت ہے مگر تیرے ہی ذریعہ۔

سوال: غار ثور کے مُنہ پر کھڑے لوگوں کی باتیں سننے کے تناظر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کیا بیان فرماتے ہیں؟

جواب: مَیں اُن کے پاؤں بھی دیکھ رہا تھا اور خدا کی قسم! اگر اُن میں سے کوئی ایک بھی اندر جھانک کر دیکھ لیتا تو ہم پکڑے جاتے۔

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن، جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 24/ دسمبر 2021ء
بصورت سوال و جواب

سوال: بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کون کون سے اصحابؓ تھے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ

سوال: بیعتِ عقبہ ثانیہ کی تقریب اور میٹنگ کے منتظمِ اعلیٰ کون تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کو ایک گھاٹی پر بطور پہرہ دار نیز ایک دوسری گھاٹی پر حضرت ابوبکرؓ کو پہرہ اور حفاظت کے لیئے کھڑا کیا تھا؟

جواب: حضرت عباسؓ

سوال: نبی اکرمؐ کی ہجرتِ مدینہ میں کن کی مصاحبت کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت ابوبکر صدّیقؓ

سوال: کفّار مکّہ کا مکّہ میں مقیم مسلمانوں پر ظلم وستم مسلسل بڑھتا جا رہا تھا کہ اِسی دوران آنحضرتؐ کو ایک خواب میں کیا دکھایا گیا؟

جواب: دو مسلمانوں کو وہ جگہ دکھائی گئی جدھر اب ہجرت کرنا تھی وہ جگہ شور زمین والی کھجوروں میں گھری ہوئی تھی لیکن اُس کا نام نہ دکھایا اور نہ بتایا گیا تھا۔

سوال: جگہ کا جغرافیہ اور نقشہ دیکھتے ہوئے اِس کے متعلق آنحضرتؐ نے ذاتی اجتہاد کیا فرمایا نیز صحیح بخاری کی ایک روایت میں اِس کی بابت کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: ہَجَر یا یمامہ ہو گی/ آپؐ نے فرمایا! فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ؛ میرا خیال اِس طرف گیا کہ یہ جگہ یمامہ یا ہَجَر ہے مگر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو یثرب شہر ہے۔

سوال: جب مکّہ کم و بیش ہر اُس مسلمان سے خالی ہو گیا جو ہجرت کر سکتا تھا وہ ہجرت کر گیا، اب کچھ انتہائی کمزور اور بے بس مسلمان ہی پیچھے رہ گئے تھے اِن کا ذکر قرآنِ کریم نے کس طرح سے کیا ہے؟

جواب: اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (النّسآء:99) سوائے اُن مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا، جن کو کوئی حیلہ میسر نہیں تھا اور نہ ہی وہ (نکلنے) کی کوئی راہ پاتے تھے۔

سوال: کفّار مکّہ کو دوسرے لوگوں کی نسبت رسولِ کریمؐ سے فطرتًا زیادہ بُغض و عداوت کیوں تھی؟

جواب: کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ آپؐ ہی کی تعلیم کی وجہ سے لوگوں میں شرک کی مخالفت پھیلتی جاتی ہے، وہ جانتے تھے کہ اگر وہ آپؐ کو قتل کر دیں تو باقی جماعت خود بخود پراگندہ ہو جائے گی، اِس لیئے بہ نسبت دوسروں کے وہ آنحضرتؐ کو زیادہ دُکھ دیتے اور چاہتے کہ کسی طرح آپؐ اپنے دعاوی سے باز آ جائیں۔

سوال: رسولِ کریمؐ نے صحابہؓ کو تو ہجرت کا حکم دے دیا مگر خود دُکھوں اور تکلیفوں کے باوجود مکّہ سے ہجرت کیوں نہ فرمائی؟

جواب: خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اِذن نہ ہوا تھا۔

سوال: جب حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ مَیں ہجرت کر جاؤں تو آنحضرتؐ کیا نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ کہ آپؓ ابھی ٹھہریں، امید ہے کہ مجھے اجازت مل جائے۔

سوال: کفّار نبی کریمؐ کے خلاف خفیہ مشورے کرنے کے لیئے کہاں اکٹھے ہوئے نیز جس روز کا اُنہوں نے عہد و پیمان کیا تھا وہ کیا کہلاتا ہے؟

جواب: دارالنّدوہ؛ يَوْمُ الزَّحْمَة

سوال: دارالنّدوہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: یہ قُصَیّ بن کِلاب کا وہ گھر تھا کہ قریش کا جو بھی فیصلہ ہوتا تھا وہ اِسی میں ہوتا تھا جب بھی اُنہیں آپؐ کے بارہ میں خدشہ محسوس ہوتا تو لوگ یہاں مشورہ کے لئے آیا کرتے تھے۔

سوال: کفار مکّہ نے آنحضرتؐ کے قتل کرنے کا اِرادہ کیا تو کس نے اپنے پاک نبیؐ کو اِس بد اِرادہ کی خبر دے دی اور مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا نیز بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی؟

جواب: اللہ جلّ شانُہٗ

سوال: آنحضرتؐ نے فرمایا! ابوبکرؓ مجھے ہجرت کی اجازت مِل گئی، حضرت ابوبکرؓ نے بے ساختہ عرض کیا یارسول اللہؐ! آپؐ کی رفاقت یعنی مَیں بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گا؟ رسول اللہؐ نے فرمایا! ہاں۔ اِس پر حضرت ابوبکرؓ خوشی سے رو پڑے، کون بیان فرماتی ہیں کہ اِس دن پہلی بار مجھے معلوم ہوُا کہ خوشی سے بھی کوئی روتا ہے؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سوال: ہجرت کی ساری منصوبہ بندی اور لائحہ عمل کے تناظر میں پہلی منزل نیز وہاں کتنے دن قیام طے کیا گیا؟

جواب: غارِ ثور؛ تین

سوال: کس کے حوالہ تین اونٹنیاں کی گئیں اور طے کیا گیا کہ وہ ٹھیک تین دن بعد غارِ ثور پر علی الصبح چلا آئے؟

جواب: عبداللہ بن اُرَیقِط

سوال: حضرت عبداللہؓ بن ابوبکرؓ جو ایک ہوشیار نوجوان تھے اِن کے سپرد کیا ڈیوٹی لگائی گئی؟

جواب: وہ روزانہ مکّہ کی مجالس میں گھوم پھر کر جائزہ لیں گے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے اور پھر رات کو غارِ ثور پہنچ کر ساری رپورٹنگ کریں گے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے کس دانا اور ذمہ دار غلام کے سپرد یہ ڈیوٹی ہوئی کہ وہ اپنی بکریاں غارِ ثور کے ارد گرد ہی چَرائے گا اور رات کے وقت دُودھ دینے والی بکریوں کا تازہ دُودھ فراہم کرے گا؟

جواب: عامرؓ بن فُہیرہ

سوال: غارِ ثور روانگی سے قبل حضرت ابوبکرؓ کی دو باوفا بہادر بیٹیوں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے سفر کے لئے کھانا بھی جلدی جلدی تیار کر دیا تھا جس میں بھنی ہوئی بکری کا گوشت بھی تھا۔ حالات کی نزاکت اور جلدی میں کھانے کا برتن جو چمڑے کا تھا باندھنے کو کچھ نہ ملا تو حضرت اسماءؓ نے اپنا نِطاق یعنی کمر بند کھولا اور اِس کے دو حصّے کئے اور کھانا باندھا، ایک سے توشہ دان اور دوسرے سے مشکیزہ کا مُنہ باندھ دیا۔ نبی اکرمؐ جو عشق و وفا کے اِن لمحات کو بغور دیکھ رہے تھے، کیا فرمانے لگے؟

جواب: اَے اسماءؓ! اللہ تمہارے اِس نِطاق کے بدلہ میں تمہیں جنّت میں دو نِطاق عطاء کرے گا، آنحضرتؐ کے اِس ارشاد کی وجہ سے بعد میں حضرت اسماءؓ کو ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ کہا جانے لگا۔

سوال: کن کا ارشادِ مبارک ہے کہ جب آنحضرتؐ ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیّت سے چاروں طرف سے اِس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبّت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرتؐ کے بستر پر باِاشارہ نبویؐ اِس غرض سے مُنہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرتؐ کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اِسی کو رسول اللہؐ سمجھ کر قتل کرنے کے لیئے ٹھہرے رہیں۔

کس بہرِ کسے سَر نَدِہَد جان نَفِشَانَد عِشق
اَست کہ اِیں کار بَصَدْ صِدق کُنَانَد

یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے سَر نہیں دیتا نہ ہی جان چھڑکتا ہے، یہ عشق ہے جو یہ کام انسان سے بصَد صدق کرواتا ہے؟

جواب: سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

سوال: باارشادِ نبویؐ حضرت علیؓ کتنے دن مکّہ میں ٹھہرے یہاں تک کہ رسول اللہؐ کی طرف سے لوگوں کو امانتیں واپس کر دیں نیز جب آپؓ اِس سے فارغ ہو گئے تو آپؐ سے کہاں جا ملے؟

جواب: تین؛ قُبا

سوال: خانہ کعبہ کے پیچھے سے گزرتے ہوئے نبی اکرمؐ نے مکّہ کی طرف اپنا رُخ مبارک فرمایا اور اِس بستی سے کن الفاظ میں مخاطب ہوئے؟

جواب: بخدا اَے مکّہ! تُو اللہ کی زمین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تُو اللہ کی زمین میں سے اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر تیرے باشندے مجھے زبردستی نہ نکالتے تو مَیں کبھی بھی نہ نکلتا۔

سوال: غارِ ثور کے سفر کے دوران حضرت ابوبکرؓ کبھی آنحضرتؐ کے آگے چلتے، کبھی پیچھے اور کبھی آپؐ کے دائیں ہو جاتے اور کبھی بائیں۔ نبی اکرمؐ نے پوچھا تو کیا عرض کرنے لگے؟

جواب: یا رسول اللہؐ! مجھے خیال آتا ہے کوئی سامنے سے نہ آ رہا ہو تو مَیں آپؐ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب اندیشہ ہوتا ہے کوئی پیچھے سے حملہ نہ کر دے تو آپؐ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں اور کبھی بائیں کہ آپؐ ہر طرف سے محفوظ و مامون رہیں۔

سوال: سفر ہجرت میں نبی کریمؐ زیرِلب کس آیت کا وِرد فرماتے ہوئے چلے جا رہے تھے نیز ایسا ہی کس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے؟

جواب: وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (بنی

بقیہ صفحہ 5 پر

عظمیٰ ربانی۔ یو کے

سلطان ٹیپوؒ
ایک غیرت مند مسلمان

اس مضمون کے لکھنے کا مقصد ان چند اعتراضات کو دور کر کے اصل حقائق کو سامنے لانا ہے جو غیر مسلموں اور بدقسمتی سے بعض مسلمانوں کی جانب سے سلطان ٹیپوؒ کے بارے میں اٹھائے گئے اور انھیں پھیلایا گیا۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی نئی نسل کو ان بے بنیاد الزامات سے آگاہ کیا جائے اور سچ کو سامنے لایا جائے تا اپنی ان گمشدہ خوبیوں کو ازسرنو زندہ کریں جو ہزاروں سالوں سے رشیوں، اوتاروں اور انبیاء کا شیوہ رہی ہیں جو نفرتوں کی بجائے پیار و محبت کے ان گنت سریلے گیتوں سے اس دھرتی کو جنت بے نظیر میں بدلتے رہے۔

سلطان فتح علی ٹیپو کی پیدائش 10 نومبر 1750 (بروز ہفتہ) کو ہوئی۔ والدہ کا نام فخرالنساء تھا جو نواب حیدر علی کی دوسری بیوی تھی۔ آپ کو برصغیر پاک و ہند میں شیر بنگال اور شیر میسور کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

اب اُن اعتراضات کی طرف لوٹتے ہیں جو اس نیک دل حکمران پر لگائے گئے جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

(1)اعتراض:ایک متعصب اور اخلاق سے عاری حکمران:

مسلمان مصنف سید میر حسن کرمانی نے اپنی کتاب میں سلطان ٹیپو کے متعلق تحریر کرتے ہوئے لکھا:

’’مسلمانوں کی تربیت و پرورش کا ان کو ہمیشہ خیال رہتا تھا اور دوسری قوموں سے سخت متنفّر تھے۔ کسی کو تعظیم نہیں دیتے تھے۔‘‘

(نشان حیدری ٹیپو سلطان صفحہ 466)

اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ سلطان ٹیپو محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا حقیقی پیروکار تھا۔ اس ہستی کا متبع تھا جو ازلی و ابدی خدا سے رحمۃ للعالمین کا لقب پا کر اپنے کیا غیروں کے لئے بھی رحمت باراں بن کر برسا۔ جو ایک یہودی کا جنازہ گزرتے دیکھ کر احترام سے کھڑا ہو گیا۔ اس عظیم ہستی کا پیروکار (سلطان ٹیپو) بھی اس کی سنت کو قائم کرنے والا اور خدائے رحمٰن کا نام لے کر ہر کام کی ابتداء کرنے والا تھا۔

جناب محمود خاں محمود بنگلوری کی کتاب تاریخ سلطنت خداداد (میسور) جو 1939ء میں بنگلور سے شائع ہوئی سے ایک حوالہ پیش خدمت ہے آپ تحریر کرتے ہیں:

’’سلطان کی بے تعصبی اور مذہبی رواداری کی اس سے بڑھ کر اور مثال کیا مل سکتی ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں اس نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کو بھی اعلیٰ عہدے دے رکھے تھے۔ پورنیا دیوان سلطنت تھا۔ پایۂ تخت سرنگا پٹم اور بنگلور کے قلعے خاص وقعت اور حیثیت رکھتے تھے اور انہیں کے استحکام پر سلطنت کا دارومدار تھا۔ ان قلعوں کے قلعدار کشن راؤ اور شاب رائے تھے۔ اچنے شامیا محکمہ ڈاک کا افسر اعلیٰ تھا۔ سلطنت خداداد کی فوجی اور سول لسٹ دیکھی جائے تو معلوم ہو گا ہندو افسروں کی تعداد بھی مسلمان افسروں سے کچھ کم نہ تھی۔‘‘

(تاریخ سلطنت خداداد (میسور) صفحہ نمبر 530)

ہندو مسلم اتحاد کا مجسّمہ

آپ نے سلطان کی اس بے تعصبی اور رواداری کے متعلق مہا تما گاندھی جی کے اخبار ینگ انڈیا کا حوالہ دیا ہے جس میں گاندھی جی نے لکھا ہے:

’’میسور کا بادشاہ فتح علی ٹیپو سلطان اجنبی (انگریزی) مورخوں کی نگاہ میں تو متعصب مسلمان تھا جس نے اپنی ہندو رعایا کو بجبر مسلمان بنایا لیکن یہ سب جھوٹ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں سے اس کے تعلقات بہت دوستانہ رہے۔ اس عظیم المرتبت سلطان کا وزیر اعظم ایک ہندو تھا۔ میسور کے آثار قدیمہ کے پاس اس وقت سلطان کے تیس سے زائد خطوط موجود ہیں جو سلطان نے سرنگری مٹ کے شنکر اچاریہ کو لکھے تھے۔ یہ خطوط کنڑی زبان میں ہیں۔ ٹیپو ایک خود مختار حکمران تھا۔ مگر اسے کبھی اس بات کا خیال نہیں ہوا کہ ہندو ساہو کاروں کو اس پر مجبور کرے کہ وہ اپنا حساب کتاب عربی حروف میں رکھیں برخلاف اس کے اس نے خود اپنی قومی زبان میں شنکر اچاریہ کے خط کا جواب دیتے ہوئے تپیّا (دعا خوانی) کی درخواست کی تھی اور اپنے ملک کی بھلائی اور ساری دنیا کی فلاح کی دعا چاہی تھی کہ آپ جلد میسور واپس آئیں کیونکہ نیکوں کے قدم کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور فصل اچھی ہوتی ہے۔ (یہ خط اس قابل ہے کہ زریں حروف میں لکھا جائے۔ اس موقع پر ینگ انڈیا نے کنڑی کے اس خط کو دیوناگری حروف میں دیا ہے۔) ٹیپو نے ہندو مندروں کے لئے نہایت فیاضی سے جائیدادیں وقف کیں اور خود ٹیپو سلطان کے محلات کے گرد و پیش میں سری ونگٹا رامنّا، سرینواس اور شری رنگناتھ کے مندروں کی موجودگی سلطان کی وسیع النظری اور رواداری کا ثبوت ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید ملت سلطان شہید جس سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں مل سکتا۔ اپنی عبادت اللہ میں ہندوؤں کی پوجا کی گھنٹیوں سے پریشان نہیں ہوتا تھا‘‘

(تاریخ سلطنت خداداد (میسور) صفحہ 531)

ریاست میسور کے محکمہ آثارِ قدیمہ کی آرکیالوجیکل رپورٹ بابت 1916 میں لکھا ہے:

’’سرنگری کے مندر میں نواب حیدر علی کے تین اور ٹیپو سلطان کے تیس خطوط و فرامین ملے ہیں۔ ان خطوط میں بخلاف دوسرے خطوط کے جن میں سلطان کا نام پہلے لکھا جاتا تھا سلطان نے سرنگری کے گرو کا نام اور القاب پہلے لکھا ہے اور اپنے نام کے ساتھ کوئی خطاب یا القاب استعمال نہیں کیا۔‘‘

(تاریخ سلطنت خداداد (میسور) صفحہ 521)

بھوپندرا یادیو Bhupendra Yadav اپنے ایک مضمون میں مصنف سید میر حسن کرمانی کو اس بات پر حق بجانب نہیں سمجھتے کہ ٹیپو سلطان نے صرف مسلمانوں میں تعلیم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کی۔ اس پر انہوں نے کئی ایک سوال اٹھائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر صرف مسلمانوں میں تعلیم پر توجہ دی تھی تو پھر کس طرح کرشنا راؤ، پُرنیا اور شامیا لینگر نے ٹیپو سلطان کے دربار میں اعلیٰ عہدے اور اس کا اعتماد حاصل کیا۔

(اکنامکس اینڈ پولیٹیکل ویکلی، 29دسمبر 1990)

ٹیپو سلطان کے بارے بعض مغربی مصنفین کی رائے پیش کی ہے۔ جیسے کہ نے اپنی کتاب میں جناب محب الحسن خاں صاحب کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ Intolerant bigot or the furious fanatic ٹیپو سلطان کے لئے Kirkpatrick میں ٹیپو سلطان کو مندر مسمار کرنے، مندروں کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنے، زبردستی مذہب تبدیل کرنے اور ایک مذہبی انتہا پسند History of Mysore اپنی کتاب Wilks کے طور پر پیش کرتا ہے۔

(History of Tipu Sultan صفحہ 354)

جناب محمود خاں محمود بنگلوری ان بے بنیاد اعتراضات کے جواب میں تحریر کرتے ہیں:

ریاست میسور میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے جو عمارتیں ہر جگہ نمایاں نظر آتی ہیں وہ ہندوؤں کے قدیم معابد و منادر ہیں جن میں بعض کی تعمیر ہزار سال سے پیشتر کی ہے۔ سلطان اگر متعصب ہوتا تو اس کے لئے آسان تھا کہ ان مندروں کا نام و نشان مٹا دیتا برخلاف اس کے ان مندروں میں سلطان کی دی ہوئی جاگیرات کے فرامین موجود ہیں جن سے آج بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

سلطان کا پایہ تخت سرنگا پٹم ہر شخص کا دیکھا ہوا ہے اور ہر سال ہزار ہا لوگ اس کے دیکھنے کے لئے دور دور سے آتے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر اترتے ہی سب سے پہلے زائر کی نگاہ ان دو بڑے مندروں پر پڑتی ہے جو اسٹیشن سے بالکل قریب ہیں۔ سلطان کا محل انھیں مندروں کے بالکل قریب تھا۔ محل کے پیچھے بلکہ محل سے لگا ہوا ایک اور مندر ہے۔ بنگلور میں محل سے لگا ہوا ایک چھوٹا مندر ابھی تک موجود ہے۔

(تاریخ سلطنت خداداد (میسور) صفحہ 520)

مندر میں ایک کارڈ (خط) موجود ہے جس میں ضلع نگر کے عامل (سید

محمدؐ) کو سلطان نے لکھا:

’’سوامی جی سمندری غسل کے لئے جانے والے ہیں ان کے سفر میں تمام ضروریات مہیا کی جائیں۔‘‘

(تاریخ سلطنت خداداد (میسور) صفحہ 524)

میسور آرکیالوجیکل رپورٹ بابت 1917کے صفحہ 21پر لکھا ہے:

’’میل کوٹ کے مندر میں بعض زیورات اور برتن سونے چاندی کے پائے گئے ہیں۔ ان پر جو تحریر ہے اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹیپو سلطان کے دیے ہوئے انعامات ہیں۔‘‘

(تاریخ سلطنت خداداد میسور صفحہ 526)

(2)اعتراض: مندروں کو مسمار کرنا

کرک پٹرک اور ولکس کے اعتراضات کے جواب میں سیموئیل سٹرینڈ برگ کی اپنی کتاب ’’ٹیپو سلطان‘‘ کا حوالہ پیش خدمت ہے:

’’ٹیپو سلطان کے بارے میں یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ وہ مذہب کے معاملے میں تعصب کا حامل تھا اور ایک کٹر مذہبی شخص تھا وہ دیگر مذاہب کو برداشت نہیں کرتا تھا اور دیگر مذاہب کے حامل افراد کو زبردستی مسلمان بناتا تھا۔ اگر آپ مختلف ذرائع سے مطالعہ سرانجام دیں اور پراپیگنڈہ کو نظرانداز کر دیں تو آپ پر حقیقت واضح ہو گی کہ یہ پراپیگنڈہ غلط ہے۔

میسور کی 90 فیصد آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی اور اس ریاست میں مسلمان اقلیت میں تھے۔ کوئی بھی ذریعہ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ٹیپو سلطان نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش سرانجام دی تھی بلکہ اس کے برعکس وہ یہ سمجھتا تھا کہ میسور میں ہندوؤں کی اکثریت تھی اور یہ اکثریت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اس کی انتظامیہ میں بہت سے ہندو اہم عہدوں پر فائز تھے۔ اس کا وزیر اول بھی ایک ہندو تھا اور اس کے کئی ایک سفارت کار بھی ہندو تھے۔

ریاست میسور میں ہندوؤں کے مندر نہ صرف محفوظ تھے بلکہ ٹیپو سلطان وقتاً فوقتاً انہیں قیمتی تحائف سے بھی نوازتا رہتا تھا، سرنگاپٹم کے قلعہ کے صحن میں ایک قدیم اور مقدس مندر موجود ہے جو سری رنگاناتھ کے نام کے ساتھ منسوب ہے یہ مندر سلطان کے قلعے سے قلیل فاصلے پر واقع تھا اور اس مندر میں بجنے والی گھنٹیوں کی آواز سے روزانہ سلطان کی آنکھ کھل جاتی تھی۔ اگر ٹیپو سلطان کسی قسم کے تعصب کا حامل ہوتا تو وہ کیوں مندر میں بجنے والی گھنٹیوں کے شور کو برداشت کرتا۔ یہ مندر آج بھی موجود ہے اور جس طرح ٹیپو سلطان کے زمانے میں ہندو زائرین اس مندر کا رخ کرتے تھے آج بھی اسی طرح ہندو زائرین اس مندر کا رخ کرتے ہیں۔ ریکارڈ میں ایسے ہندو مندروں کی فہرست بھی موجود ہے جن کو سلطان ٹیپو کی حکومت سے امداد ملتی تھی۔‘‘

(ٹیپو سلطان (شیر میسور)، تلخیص و ترجمہ: محمد زاہد ملک، صفحہ نمبر 70)

مالا بار میں گروایور کا مندر بہت پرانا اور مشہور ہے۔ مالا بار کے ہندوؤں کا اگر اس کو کعبہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ ہزاروں خوش اعتقاد اس کی زیارت کے لئے دور دور سے آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں کے مشہور دیوتا کرشن جی مہاراج کے والد واسدیو نے وشنو کی یہ مورت اپنی پرستش کے لئے ایک خواب دیکھ کر بنائی تھی۔ سلطان ٹیپو جب مالا بار کو فتح کرتا ہوا گروایور کے قریب پہنچا تو اس مندر کے پجاری بہت گھبرائے اور انہوں نے دیوتا کی بیش قیمت مورت کو ٹراونکور کے ایک مندر میں بھیج دیا۔

ٹیپو سلطان تو گروایور کے قریب ہی ایک مقام پر رک گیا اور اپنی فوجوں کو گروایور کو فتح کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس کے سپاہیوں نے گروایور کو فتح کرلیا اور چونکہ ان دنوں مسلمانوں کی مرہٹوں سے لڑائیاں ہو رہی تھیں اس لئے بعض مسلمانوں نے ازراہ انتقام اس مندر کو جلا کر خاک کر دینا چاہا۔ چنانچہ چند سپاہوں نے مندر کی دیواروں پر گھی چھڑک کر آگ لگادی عمارت تھوڑی ہی جلنے پائی تھی کہ ٹیپو سلطان کے افسروں کو اپنے بادشاہ کے احکام کا خیال آ گیا اور انہوں نے جلدی جلدی آگ بجھا کر مندر کے دو تین برہمنوں کو ٹیپو سلطان کے پاس بھیجا کہ وہ جا کر شورش پسند سپاہوں کی شکایت کریں۔ ٹیپو سلطان نے جس وقت پجاریوں سے یہ سنا کہ اس کے چند شریر سپاہوں نے مندر میں آگ لگانے کی کوشش کی تو بہت ناراض ہوا اور رات ہی رات سفر طے کر کے گروایور پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اس نے تحقیقات شروع کی اور جن مسلمان سپاہوں نے مندر میں آگ لگانے کی کوشش کی تھی ان کو سزا دی۔ مندر کو درست کروایا اور حکم دیا کہ اس شہر سے جو کچھ آمدنی ہو وہ سرکاری خزانے میں داخل کرنے کی بجائے ہمیشہ اس مندر کو بخش دی جائے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ پجاریوں نے اس کے خوف سے مندر کی مورتی کو ٹراونکور بھجوا دیا ہے تو اس نے حکم دیا کہ دیوتا کی مورت کو فوراً واپس منگوا کر اس مندر میں نصب کیا جائے۔

(تاریخ سلطنت خداداد میسور صفحہ نمبر 528-529)

سلطان کی بے تعصبی کی ایک اور مثال محمود خاں محمود بنگلوری نے یوں بیان کی ہے:

سلطان نے جس جگہ پرورش پائی تھی اس جگہ اب مسجد اعلیٰ بنی ہوئی ہے۔ پہلے یہاں ایک مختصر مندر اور مسافر خانہ تھا۔ فقیر نے یہاں پیش گوئی کی تھی۔ سلطان نے حسب ہدایت فقیر یہی جگہ مسجد کے لئے انتخاب کی مگر مندر ہونے کی وجہ سے اسے پس وپیش رہا۔ پجاریوں اور عام ہندوؤں کو بلا کر کہا گیا کہ اگر یہ جگہ مسجد کے لئے دے دی جائے تو اس کے عوض ایک عالیشان مندر تعمیر کر دیا جائے گا۔ اُن کے راضی ہونے کے بعد سلطان نے اپنے قول کو جس طرح نبھایا اس کا ثبوت وہ عالیشان مندر جو مسجد سے مغربی جانب ایک فرلانگ دور سڑک کے سیدھے بازو پر ہے، دے رہا ہے اور اس مندر کو جو بیش قرار جائیداد دی گی اس کی سندات ابھی مندر میں موجود ہیں۔

(تاریخ سلطنت خداداد میسور صفحہ 534، 535)

(3)اعتراض: زبردستی مسلمان بنانا:

اکثر عیسائی مورخین نے سلطان کو الزام دیا کہ کورگ کے معاملے میں اس نے نہایت تعصب سے کام لیا۔ وہ لکھتے ہیں:

’’گرد و نواح کورگ میں اکثر ہندو لوگ عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے تو سلطان نے اس پر انھیں لکھا کہ وہ اپنا آبائی مذہب ترک نہ کریں۔ مگر جب چھ دفعہ لکھنے پر بھی اس کا اثر نہ ہوا تو آخر سلطان نے لکھا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ آئندہ تم میں سے کوئی شخص اپنا آبائی مذہب ہرگز ترک نہ کرے اور اگر ایسا ہی تبدیلِ مذہب کا شوق ہو تو خود اپنے باشادہ کا جو ظل اللہ ہے کا مذہب اختیار کریں۔

اس سے انکار نہیں کیا جاتا کہ واقعی سلطان نے کورگ کے ہندوؤں کو یہی مشورہ دیا تھا کہ اگر وہ تبدیل مذہب کا شوق رکھتے ہوں تو وہ اپنے بادشاہ کا مذہب اختیار کریں لیکن اس کو تعصب اور ناانصافی نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے اس نے صاف طور پر انھیں کہا کہ اپنا قدیم اور آبائی مذہب ہرگز نہ تبدیل نہ کریں۔ اس کو معلوم تھا کہ لوگوں کو مذہب حق کی تلاش نہیں بلکہ وہ عیسائی پادریوں کے فریب کا شکار ہو رہے ہیں اور عیسائی پادری مذہب کے لئے نہیں بلکہ آئندہ سیاسی فوائد کو مدنظر رکھ کر لوگوں کو اپنے جال میں پھانس رہے ہیں۔ اس کی دور بین نظر یہ دیکھ چکی تھی کہ بنگال اور کرناٹک میں عیسائی پادری کس طرح مذہب کا جال بچھا کر عیسائی حکومت کے لئے راستہ صاف کر چکے تھے۔

(تاریخ سلطنت خداداد میسور صفحہ 532)

(4)اعتراض: عیسائیوں کو دربدر کرنا

Bhupendra Yadav (بھوپندرا یادیو) نے ولکس کے اس اعتراض پر کہ ٹیپو سلطان نے کنارس کے 60,000عیسائیوں کو اپنے علاقے سے دربدر کیا۔ اس کے جواب میں لکھا کہ بعض سکالرز کے نزدیک اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ عیسائی مذہب کے خلاف تھا بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ انھوں نے سیکنڈ انگلو۔ میسور وار میں انگریزوں کی مدد کی اور غداری کے مرتکب ہوئے۔ جس کی وجہ سے انگریزوں نے اس جنگ کے دوران منگلور پر قبضہ کرلیا۔ اگر ٹیپو سلطان نے عیسائی مذہب کی وجہ سے یہ قدم اٹھایا ہوتا تو اپنی ریاست میں شام کے عیسایئوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرتا اور نہ ہی وہ آرمینین تاجروں کو میسور آ کر آباد ہونے کی دعوت دیتا۔

مزید برآں پرتگالی تحریرات جو کہ پنجم آرکائیو میں دریافت ہوئے ان سے پتہ چلتا ہے کہ ٹیپو سلطان نے گوا کے آرچ بشپ کو درخواست کی کہ کچھ کیتھولک پادریوں کو عیسائی لوگوں کی تربیت کے لئے میسور بھیجا جائے کیونکہ وہ اپنے مذہبی فرائض کو نظرانداز کر رہے تھے۔

(اکنامکس اینڈ پولیٹیکل ویکلی، 29دسمبر 1990)

حکم و عدل امامِ وقت کا حتمی فیصلہ

آخر میں اس زمانے کے حکم و عدل جو مسلمانوں کے لئے مہدی، عیسائیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کرشن تھے کا فیصلہ حاضر خدمت ہے جو ان تمام باتوں پر حرف آخر ہے جس کے بعد کسی بھی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلطان ٹیپو کے بارے میں جس محبت و احترام کا اظہار فرمایا اس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ کے موقع پر فرمایا:

’’سلطان ٹیپو کے متعلق تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب وہ آخری دفعہ انگریزوں سے لڑا اور لڑتے لڑتے قلعہ کی فصیل پر چڑھ بقیہ صفحہ 12 پر

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل برکینا فاسو

ریجنل میٹنگ بانفورہ ریجن برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ برکینا فاسو دن دگنی رات چگنی ترقیات کی منازل طے کر رہی ہے۔ برکینا فاسو کے احمدی افراد کا نظام جماعت سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔۔ چنانچہ جماعتی نظام کو تمام جماعتوں میں پختگی سے قائم کرنے کے لیے ہر سال مختلف ریجنز میں کثرت سے تربیتی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں سال میں کئی دفعہ ریجنل میٹنگز کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے جس میں مختلف جماعتوں سے نمائندگان شامل ہوتے ہیں اور میٹنگ میں ہونے والی کارروائی کو توجہ سے سن کر واپس اپنی جماعتوں تک یہ پیغام پہنچاتے ہیں۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں 16 جنوری بروز اتوار 2022 کو سال کی پہلی ریجنل میٹنگ بانفورہ شہر میں منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ کی صدارت مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو نے کی، جو کہ نفس نفیس واگہ ڈوگو دارالحکومت سے 450 کلومیٹر کا سفر طے کر کے تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب کی آمد پر ریجنل مشنری اعجاز احمد صاحب، ریجنل صدر، ریجنل قائد اور دیگر ممبران نے والہانہ استقبال کیا۔ میٹنگ کا آغاز دعا سے کیا گیا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے نمائندگان کو جماعتی نظام کی اطاعت اور چندہ کی طرف توجہ دلائی نیز کثرت سے تبلیغی پروگرام

منعقد کرنے کی ہدایت کی تاکہ جماعت احمدیہ کا پیغام کثرت سے ریجن میں پھیل جائے۔ اس کے علاوہ اس سال برکینا فاسو کا جلسہ سالانہ جو کہ مارچ کے مہینہ میں منعقد ہونا ہے، اس کی طرف بھی توجہ دلائی کہ کثرت سے افراد جماعت اس جلسہ میں شامل ہوں تاکہ ان کو نظام جماعت سمجھنے میں آسانی ہو اور ایک مضبوط تعلق جماعت سے قائم ہو جائے۔ آخر میں صدران اور نمائندگان نے مختلف سوالات کیے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ اس میٹنگ میں 25 جماعتوں سے 75 افراد نے شرکت کی۔ میٹنگ کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں اور شاملین کے لیے کھانے کا انتظام کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ برکینا فاسو کے افراد جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی جماعت میں شامل ہونے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

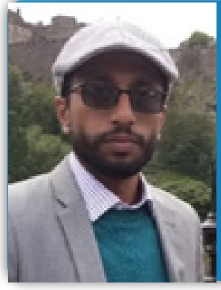

رپورٹ: عبد الہادی قریشی۔ سیرالیون

سیرالیون کے مشاکا ریجن میں مسجد کا بابرکت افتتاح وتقریبِ آمین

مکرم ولید احمد صاحب ریجنل مبلغ مشاکا ریجن سیرالیون تحریر کرتے ہیں کہ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 29 ؍جنوری 2022ء کو احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کو مشاکا ریجن کی جماعت Magbanlapie میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ مسجد کے افتتاح کے ساتھ تقریبِ آمین کا بھی انعقاد کیا گیا۔

اس مسجد کا سنگ بنیاد جون 2021ء میں ریجنل جماعت پریزیڈنٹ مکرم Younisa Deen Kargbo صاحب، خاکسار اور علاقہ کی ایک معزز شخصیت مکرم Abdul K Kargbo صاحب نے ایک سادہ تقریب میں رکھا۔ سنگ بنیاد کے وقت ایک بکرا صدقہ کر کے اس کا گوشت مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔

اس مسجد کا کل مسقف احاطہ 45x35 فٹ ہے اور اس میں 250 ؍ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مورخہ 29 ؍ جنوری کو افتتاح کی تقریب کا باقاعدہ آغاز مکرم محترم مولانا سعید الرحمن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی صدارت میں تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ جس کے بعد قصیدہ اور نظم پیش کی گئی۔ اس کے علاوہ بچوں اور بچیوں نے کورس میں قرآنی دعائیں معہ ترجمہ، احادیث باترجمہ، اور نماز باترجمہ پیش کی۔ جس کے بعد معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ مکرم امیر صاحب نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں سے قرآن کریم سنا اور ان میں اسناد تقسیم کیں۔ کل آٹھ بچوں کو امسال اس جماعت میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان خوش نصیب بچوں کے نام یہ ہیں۔

عزیزم لامن کروما، عزیزم محمد کمارا، عزیزم بشیر کاپو، عزیزم ابراہیم سُوری، عزیزم ابوبکر کانو، عزیزہ آمنۃ بونڈو، عزیزہ حفصہ کروما اور عزیزہ مامی بانگے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قرآن کو پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں مساجد کی تعمیر کی اہمیت اور ان کو آباد رکھنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ احمدیت جس اسلام کو سیرالیون میں لائی ہے وہی اسلام کی حقیقی تعلیم ہے۔ احمدیت کے آنے سے قبل اس ملک میں نماز کے لئے بلانے کے لئے اذان کا رواج نہیں

تھا۔ اب اس ملک میں جماعت کی ایک ہزار سے زائد مساجد ہیں۔ اور احمدیت اسلام کی تبلیغ اور تربیت کا کام احسن طور پر کر رہی ہے۔

اس کے بعد آپ نے باقاعدہ فیتہ کاٹ کر مسجد کا افتتاح فرمایا جس کے بعد مسجد میں نمازِ ظہر باجماعت ادا کی گی۔ نماز کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس بابرکت تقریب میں 45 غیر از جماعت ائمہ۔ دو سیکشن چیف اور 30 جماعتوں کے نمائندوں سمیت 350 ؍ سے زائد افراد شامل ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ حقیقی نمازیوں سے آباد رکھے۔ آمین۔

رپورٹ: ضیاء الرحمٰن طیب۔ صدر جماعت احمدیہ گابون Gabon

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

مورخہ 20/ فروری 2022 کو مشن ہاوس گابوں میں جلاسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔جلسہ 11:30بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع کیا گیاجو مکرم گاندونو عقیل(Gandonou Aqil) صاحب نے کی،اس کے بعد مکرم کافو عبدالرحمٰن صاحب صاحب نے ’’یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَهٗ‘‘ کے عنوان سے تقریر کی،بعدہ مکرم شادو ابراہیم صاحب نیشنل سیکرٹری مال نے نظام جماعت کی مضبوطی کے لیئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمات بیان کیں اور آخر پر خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے کسی قدر تفصیلی ذکر کرتے ہوئے خلفائے سلسلہ کے حوالہ جات پیش کئے اور آخر پر حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 18فروری 2022 سے اقتباس ’’پس یہ پیشگوئی تو پوری ہوئی لیکن پیشگوئی کے الفاظ ان شاء اللہ اُس وقت تک قائم رہیں گے جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن پورا نہ ہو جائے اور اسلام کا جھنڈا تمام دنیا میں نہ لہرانے لگ جائے۔اس پیشگوئی پر ہمارے جلسے تبھی فائدہ مند ہیں جب ہم اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور وقار کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور اسلام کی سچائی دنیا پر ظاہر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے سب کو لے کر آنا ہے۔آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے سوااور کوئی نہیں جس کے ذریعہ سے اسلام کا جھنڈا دنیا میں دوبارہ لہرائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)‘‘ سے خاکسار کی تقریر ختم ہوئی اور دعا کی گئی۔

جلسہ کے اختتام پر نماز ظہروعصر ادا کی گئی اور تمام شاملین جلسہ کو کھانے کے بعد جانے کی اجازت دی گئی۔

اس جلسہ کل حاضری 42 رہی، 3عیسائی اور 11غیر از جماعت مہمانوں نے جلسہ میں شرکت کی۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرمہ مبارکہ شاہین۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے شائع کردہ شمارہ جات میں انکی سیرت و سوانح کے بہت خوبصورت مضامین پڑھنے کو ملے۔ الفضل میں اب بہت سے نئے لکھنے والوں کے نام بھی نظر آتے ہیں۔ آپ ماشاءاللہ اتنی محنت، پیار اور محبت سے لوگوں کو لکھنے کی طرف مائل کرتے ہیں کہ لگتا ہے کہ واقعی اولو الایدی والابصار آپ کو مل رہے ہیں۔ نئے آنے والوں کی چھوٹی چھوٹی تحریریں بھی بہت اثر انگیز ہوتی ہیں۔قلم کی ترقی کا دور ہے، اللہ پاک مسیح پاک علیہ السلام کے ماننے والوں کی قلموں میں بہت زور ڈالے اور انکی تحریروں کا زمانہ پہ نیک اثر ہو۔بقلم خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کی ٹیم کے ساتھ ہو اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

• مکرمہ صادقہ چوہدری۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں:

مورخہ 18۔ 19 فروری 2022ء کے شمارجات الفضل آن لائن ،یوم مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بہت عمدہ ہیں۔
’’اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا‘‘ ۔ایک سے بڑھ کر ایک مضامین ہیں۔ ماشاء اللہ ۔مضامین پڑھتے ہوئے آنکھیں بھیگ گئیں۔حضرت مصلح موعودؓ پر اللہ تعالیٰ کی بے بہار حمتیں اور برکتیں ہوں۔ اور ہمارے لئے اتنے مؤثر مضامین پیش کرنے والوں کو جزاھم اللہ ۔ کیا کیا دیکھا دیا، کہاں کہاں پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے، آمین ثم آمین۔

اعلان کامیابی

مکرم ریاض محمود باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن۔ جرمنی یہ اعلان بھجواتے ہیں:

عزیز شیراز ابن عامر شیراز جماعت بادہر سفیلڈ۔ Badhersfeld جرمنی نے حال ہی میں امریکہ کے خلائی ادارے NASA کے منعقد کردہ انٹرنیشنل ریسرچ مقالہ نویسی میں اول پوزیشن حاصل کر کے جماعت احمدیہ اور اپنے خاندان کا نام روشن کیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔
انہوں نے ریسرچ کی ہے کہ مریخ سیارے کا ایندھن بہت مہنگا ہے، کیا اس کے متبادل سستا ایندھن ممکن ہے؟
امریکہ کی ریاست ٹیکساس کے شہر ہوسٹن نے عزیز شیراز کو اپنے ہاں دو ہفتوں کے لئے آنے کی دعوت دی ہے اس سفر کے تمام اخراجات جرمنی کے ایک بنک ’’شپارکاسے‘‘ نے بطور انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔
اس وقت آپ اپنی مجلس خدام الاحمدیہ بادہر سفیلڈ کے ناظم اشاعت ہیں۔عزیزم کے والد عامر شیراز صاحب اس وقت جرمنی کی ایک فرم میں ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ آپ IT Specialist ہیں، ماشاءاللہ۔
نیز عزیز شیراز مکرم عبد الباسط طارق۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ حال متعین گروس گیراؤ۔ جرمنی کے نواسے اور مکرم عطاء الواسع طارق۔ مبلغ انچارج اٹلی کے بھانجے ہیں۔
قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ عزیز شیراز کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی کا مصداق بننے کی سعادت عطاء فرمائے جو آپ علیہ السلام نے اپنے رسالہ ’’تجلیات الٰہیہ‘‘ میں بیان فرمائی ہے:

’’میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم ومعرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔‘‘

پایاب ہو تمہارے لئے بحر معرفت
کھل جائے تم پہ راز حقیقت خدا کرے
اٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیش
ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 21فروری 2022ء بروز سوموار، 12بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم چوہدری حمید احمد مرحوم کی نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم چوہدری حمید احمد صاحب (ایسٹ لندن۔یوکے)

15 فروری 2022 کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ آپ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مرحوم (سابق پریس سیکرٹری) اور مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب (چیئر مین مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن) کے بھائی تھے۔ آپ پاکستان سے 2012میں لندن آئے اور اپنی بیٹی کے پاس رہ رہے تھے۔مرحوم نے فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور میں بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران آپ کی قیادت نے علم انعامی بھی حاصل کیا۔ اسی طرح 1973کے خوفناک سیلاب کے دوران خدمت خلق کی توفیق پائی۔مرحوم خود بھی نمازوں کے پابند تھے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔اپنی اولاد میں بھی خلافت سے محبت پیدا کی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم معین الدین احمد صاحب (سابق امیر جماعت واہ کینٹ۔ حال کیلگری۔کینیڈا)

12 جنوری 2022 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ کے نانا حضرت میاں مولا بخش صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔واہ کینٹ کی جماعت میں امین، نائب امیر اور امیر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ واہ آرڈیننس فیکٹری سے جنرل مینیجر کے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد 1996میں کینیڈا شفٹ ہو گئے اور وہاں بھی دو تین سال کیلگری جماعت میں جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی خدمت کو نہ صرف خود ہر کام پر ترجیح دیتے بلکہ بچوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے تھے۔خلافت کے ساتھ نہایت عقیدت کا تعلق تھا۔بہت زندہ دل اور ہمدرد انسان تھے۔کسی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہوتا کوشش کرتے ۔ بہت مہمان نواز تھے ۔ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔آپ کے ایک پوتے مکرم قاصد معین احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل بطور ایڈیٹر اخبار الحکم (یوکے) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2- مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم محبوب احمد خان صاحب

9 مئی 2021 کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔مرحومہ نے لاہور کے حلقہ رحمان پورہ میں صدر لجنہ کے علاوہ بعض اور عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی تھیں۔مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

3- مکرم محمود احمد چیمہ صاحب ابن مکرم میاں خان چیمہ صاحب

27 ۔اگست 2021 کو 64 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔مرحوم نہایت شریف النفس اور مخلص انسان تھے۔لمبا عرصہ نگران حلقہ کھیوے والی اور زعیم انصار اللہ دلاور چیمہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مرکزی اور ضلعی عہدیداران کا بہت احترام کرتے اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔مقامی مسجد کے قیام اور تعمیر میں بنیادی کردار ادا کیا۔ایک مرتبہ ضلع گوجرانوالہ میں مقامی تعمیر نو کے لئے دس لاکھ روپے کی خطیر رقم دینے کا وعدہ کیا اور ایک ماہ کی قلیل مدت میں ادائیگی بھی کر دی۔مرحوم موصی تھے۔

4- مکرم شریف الدین صاحب ابن مکرم احمد دین صاحب

30/اکتوبر 2021 کو 58سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔مرحوم نے صدر جماعت کلر کہار کے علاوہ سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔بہت اطاعت گزار اور نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔مربیان اور ضلعی عہدیدران کا بہت احترام کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

5- مکرمہ عظمت فرزانہ صاحبہ (سکندر آباد۔انڈیا)

8فروری 2022 کو 56سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔آپ کے پڑنانا محترم غلام قادر شرق صاحب بنگلوری نے خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔مرحومہ نہایت نیک، ہمدرد، خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی، ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرنے والی ایک باوفا خاتون تھیں۔آپ نے مقامی سطح پر لجنہ کی سیکرٹری ضیافت کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا شامل ہے۔آپ مکرم عمر شریف ساحل صاحب (ایم ٹی اے لندن) کی خالہ زاد بہن تھیں۔

6- مکرم عبد النور ناصر صاحب (المعروف نور سائیکل ورکس ربوہ۔حال کینیڈا)

14جنوری 2022 کو58سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔آپ سابق درویش قادیان مکرم عبد الستار ناصر صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔صوم وصلوٰۃ کے پابند اور روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، محنتی، ملنسار، غریب پرور اور خوش اخلاق انسان تھے۔خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔چندوں میں باقاعدہ تھے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

(ادارہ الفضل کی طرف سے تمام مرحومین کے لواحقین تعزیت قبول کریں)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: سلطان ٹیپوؒ..... از صفحہ 8

گیا اور اسے گولی لگی تو وہ خندق کے اندر کی طرف گر گیا۔ اس وقت اس کے چند جان باز سپاہی انگریزوں سے لڑتے لڑتے مارے گئے اور اس پر گر گئے۔ دوسری طرف سے انگریزی فوج اندر داخل ہوگئی اس نے حکم دیا کہ ٹیپو کی لاش تلاش کی جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ باہر تو جاں باز سپاہی دشمن سے لڑتے رہے اور محل کے اندر عورتوں نے انگریزوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب انگریزی فوج محل کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا محل کے اندر دیکھو شاید وہ زخمی ہو کر اندر نہ پڑا ہو۔ لیکن جب انھوں نے محل کے اندر جھانکا تو سارا صحن عورتوں کی لاشوں سے بھرا ہوا تھا۔ تب انہوں نے کہا، واقع میں یہ بہت بڑا شخص تھا کہ اس کے لئے ہزاروں عورتوں نے قربانی کر کے جانیں دے دیں۔ اس خیال سے کہ شاید ٹیپو زخمی ہو کر اندر آئے تو ہم اس کی مدد کر سکیں، شہر کی عورتیں محل کے اندر جمع ہوگئی تھیں اور جب انگریز محل میں داخل ہوئے تو وہ ساری کی ساری ان سے لڑتے ہوئے ماری گئیں پھر انگریزوں نے اپنے غصہ کو اس طرح نکالا کہ اپنے کتّوں کا نام انہوں نے ٹیپو رکھنا شروع کر دیا۔ یہ نام کسی زمانہ میں اس قدر عام تھا کہ ہم جب بچے تھے تو سمجھتے تھے کہ شاید ٹیپو کے معنے ہی کتے کے ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک کتا ہمارے دروازے پر آیا۔ میں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرے میں حضرت صاحب تھے۔ میں نے اس کتے کو اشارہ کیا اور کہا ٹیپو، ٹیپو، ٹیپو۔۔۔۔۔حضرت صاحب بڑے غصے سے باہر نکلے اور فرمایا، تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریزوں نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ میری عمر اس وقت 9-10 کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا جب سے میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہوگئی اور میں نے سمجھا کہ سلطان ٹیپو کی قربانی رائیگاں نہیں گئی خدا تعالیٰ نے اس کے نام کو اتنی برکت دی کہ آخری زمانے کا مامور بھی اس کی قدر کرتا تھا اور اس کے لئے غیرت رکھتا تھا۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم اپریل 1958)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی شہادت کے بعد اسلام کی طاقت بالکل کمزور ہوگئی۔ وہ حقیقت میں اسلام کا آخری تاجدار تھا اور اپنے دل میں اسلام کی ایسی سچی محبت رکھتا تھا کہ جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

آپؓ نے مزید فرمایا کہ وہ شخص ایسا بہادر تھا کہ جب انگریز قلعے کی دیواروں کے اندر داخل ہو گئے تو اس کا ایک وزیر دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس نے کہا فلاں دروازہ سے آپ باہر نکل جائیے دشمن قلعہ کے اندر داخل ہو گیا ہے لیکن بجائے اس کہ وہ اپنی جگہ چھوڑتا اور اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں جو بھاگ کر اپنی جان بچانا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ”گیڈر کی ایک سو سال کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی زیادہ اچھی ہے“ میں گیڈر کی طرح بھاگنا نہیں چاہتا بلکہ میں شیر کی طرح مقابلہ کروں گا۔ چنانچہ وہ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ گویا مسلمانوں کو آخری شکست بھی وہی ہوئی جس کی وجہ سے اسلام کا نام ہندوستان سے مٹ گیا۔

(سیر روحانی۔ 28 دسمبر 1958 موقع جلسہ سالانہ)

شہادت

سلطان ٹیپو نے 4 مئی 1799ء کو سرنگاپٹم میں انگریزی افواج سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

وہ قومیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں جو اپنے قومی ہیروز کے کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں اور اپنے لئے مشعلِ راہ بناتی ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو خواہ وہ کسی قوم اور مذہب سے ہوں ان حقائق سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے۔ اور قوموں کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والے پروپیگنڈا سے اجتناب کرنا چاہیے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

تعلقات اور رشتوں کا مقصد کچھ حاصل کرنا یا کسی کو قابو کرنا تو نہیں ہوتا۔ ان کا مقصد تو بانٹنا ہوتا ہے سمیٹنا نہیں، ایک دوسرے کی تکمیل اور حسین یادیں تخلیق کرنا۔

اور شائد یہی یادیں وہ واحد شے ہے جو ہم تخلیق کر سکتے ہیں، باقی سب تو بس ادھر ادھر سے جوڑ کر بناتے ہیں یا پہلے سے تخلیق کی گئی شے کو اپنی ضرورت کے حساب سے کسی نئے سانچے میں ڈھال کر سمجھتے ہیں کہ کچھ تخلیق کیا ہے۔

(کاشف احمد)

03 مارچ 2022ء

		طلوعِ فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:24	18:26
مدینہ منورہ	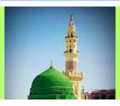	05:25	18:25
قادیان		05:33	18:28
ربوہ		05:13	18:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	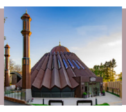	05:14	17:47

فقہی کارنر

عقیقہ کس دن کرنا چاہیئے؟

فرمایا:۔

ساتویں دن۔ اگر نہ ہو سکے تو پھر جب خدا توفیق دے۔ ایک روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ چالیس سال کی عمر میں کیا۔ ایسی روایات کو نیک ظن سے دیکھنا چاہیے جب تک قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف نہ ہوں۔

(بدر 13 فروری 1908ء صفحہ 10)

(داؤد احمد عابد۔ استاذ جامعہ احمدیہ یوکے)